خطبۂ استقبالیہ

وفاق کے دینی مدارس کے لئے چند اصلاحی تجاویز

اجلاس مجلس شوریٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

منعقدہ ۲۸، ۲۹؍ مارچ ۱۹۸۲ء

دارالعلوم حقانیہ۔ اکوڑہ خٹک

منجانب

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ سرپرست وفاق المدارس

پیش کنندہ

احقر سمیع الحق۔ خادم العلم بدارالعلوم الحقانیہ۔ دارالعلوم حقانیہ
اکوڑہ خٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ۔ امابعد

بزرگان محترم! اضیاف کرام ومشائخ عظام ۔ سب سے پہلے میں خداوند قدوس کا ہزار بار شکر گذار ہوں کہ جس نے آج اس دورافتادہ گاؤں میں دارالعلوم حقانیہ میں وفاق المدارس کے اکابر وارکان کی ایک قدسی جماعت کے قدوم مبارکہ کی سعادت سے نوازا۔ اس کے بعد میں اکابر وفاق المدارس کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ یہاں کی دورافتادگی اور ہر لحاظ سے بے سروسامانی کے باوجود دارالعلوم کے خدام کو ایسے برگزیدہ اجتماع کی میزبانی کا شرف بخشا اس کے ساتھ ہی اس مبارک اجتماع میں تشریف لانے والے تمام معزز مہمانان گرامی کا صمیم قلب سے خیر مقدم کرتا ہوں جنہوں نے وفاق المدارس کی ترقی واستحکام کی خاطر اس دور دراز قصبے کا رخ کیا۔ اور سفر کی صعوبتیں برداشت کیں۔ فجزاکم اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء۔

حضرات گرامی! یہ موقعہ دارالعلوم حقانیہ کے لئے عید سعید سے کم نہیں، یہاں کے تمام اساتذہ وطلبہ دیدہ ودل فرش راہ کئے ہوئے ہیں۔ یہاں کا ذرہ ذرہ آپ جیسے علمی آفتاب ومہتاب حضرات سے مستنیر ہونا چاہتا ہے۔ اور ہم سب خلوص ومحبت کی ساری پونجی آپ کے قدموں پر نچھاور کرتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہمیں اس تقصیر وکوتاہی کا بھی شدت سے احساس واعتراف ہے کہ اس دیہاتی ماحول میں آپ حضرات کے شایان شان آرام وراحت کا ہرگز انتظام نہیں کرسکے۔ جس پر ہم نہایت عجز واخلاص سے آپ سب حضرات سے معذرت خواہ اور عفو درگذر کے خواستگار ہیں۔

حضرات کرام! آج ہماری مسرتیں اور خوشیاں اس لحاظ سے بھی دوبالا ہوگئی ہیں کہ اس مبارک اجتماع میں ہمارے قافلہ سالاران جہاد وحریت کا آخری بقیۃ السیف جرنیل حضرت اقدس مولانا میاں **عزیر گل** صاحب اسیر مالٹا رفیق وتلمیذ حضرت اقدس شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی قدس سرہ العزیز ہم میں موجود ہیں۔ ان کا وجود ہمیں جہاد وعزیمت، اخلاص وللہیت، علم وتفقہ اور زہد وتقوی کے ان عظیم سرچشموں کی طرف متوجہ کر رہا ہے۔ جو ہمارے اسلاف واکابر دیوبند کی شکل میں اس صدی میں عالم اسلام کے لئے روشنی کے مینار اور رشد وہدایت کے آفتاب بنے۔ جن کی مثال چشم فلک نے اس صدی میں کہیں اور نہیں دیکھی تھی۔ پھر ریشمی رومال۔ مالٹا اور الجزیرہ کے زندان ہمیں قدوسیوں کی اس عظیم جماعت کی یاد دلاتی ہے۔ جو امیر المومنین، امام المجاہدین سید احمد شہید قدس اللہ سرہ کی قیادت وسیادت میں حق کی علمبردار بنی۔ اور جنہوں نے اپنے خون سے چمنستان اسلام کو سینچا۔

تحریک شیخ الہند کا سرچشمہ یہی جماعت تھی اور آج خوش قسمتی سے آپ جہاں جمع ہیں تو یہ قصبہ زمین

برسرزمین والا معاملہ ہے۔ سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کے رفقاء کے مقدس خون نے سب سے پہلے اسی خطہ کو لالہ زار بنایا اور کئی صدیوں بعد اسلامی حدود و شرائط کے مطابق یہ پہلا جہاد اسلامی تھا جو اکوڑہ خٹک کی سرزمین پہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے لڑا گیا۔ اور امام حریت و شریعت سید احمد شہیدؒ نے اکوڑہ خٹک کی اس رات کو لیلۃ الفرقان قرار دیا۔ بے شک یہاں جو بھی کچھ حقیر سی خدمت دین ہو رہی ہے یہ انہی فدایانِ شمعِ رسالت کے خون شہادت کے برگ و بار ہیں اور انہی نفاس قدسیہ کی برکات ہیں جو یہاں کی فضاؤں میں بکھری ہیں ؂

بہر زمین کہ نسیمے ز زلف او زدہ ست ہنوز از سرِ آں بوئے مشک می آید

یہ قربانیاں جتنی لافانی تھیں اور یہ جہاد جتنا عظیم اور اَمر تھا اس کے اثرات و برکات بھی قیام عالم تک جاری و ساری رہیں گی۔ یہ دعوت کبھی تحریک دیوبند، کبھی تحریک ریشمی رومال اور کبھی آزادیٔ ملک و ملت کی شکل میں ظاہر ہوا۔ تو کبھی علمائے حق کے مدارس و مراکز اور کبھی ان کی تنظیم وفاق المدارس کی صورت میں نشانِ دعوت وعزیمت بن کر صفحۂ عالم پر ابھرتا اور پھلتا پھولتا رہے گا۔

اکوڑہ خٹک کی اس چھوٹی سی بستی پر لیلۃ الفرقان میں شہداء اسلام کے خون نے چمنستانِ اسلام کی جو آبیاری کی تو آج دنیا کے سب سے بڑے اسلام دشمن سامراج سوویت یونین کے ظلم و عدوان کے مقابلے میں یہ طائفہ حقہ آہنی دیوار بنا ہوا ہے اور افغانستان کی سرزمین پر بدر و حنین کی تاریخ رقم کر رہا ہے۔ اس میں ایک بہت بڑی جماعت اور اہم قائدانہ کردار اسی بستی پر قائم اسی ادارہ دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء اور مستفیدین کا ہے۔ اور شاہ ولی اللہؒ، حضرت سید احمد شہیدؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور بطل اسلام شیخ الہندؒ کا جہاد افغانستان کے پہاڑوں اور وادیوں میں جاری و ساری ہے۔

حضراتِ اکابرین ملک و ملت! برصغیر پاک و ہند پر برطانوی سامراج کے تسلط کے بعد دینی علوم اور اسلامی فنون کی تعلیم و ترویج کا سلسلہ درہم برہم ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے دین متین اور اسلامی ورثہ کی حفاظت کے لئے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند اور ان کے قدسی صفات مخلص رفقاء کار نے سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ جیسے صاحب بصیرت ولی اللہ کی ہدایات و راہ نمائی میں دارالعلوم دیوبند اور دیگر مدارس عربیہ کی داغ بیل ڈالی۔ یہ نہایت بے سر و سامانی کا عالم تھا۔ اور دین کی کس مپرسی کا عجیب حال۔ مگر ان اکابرین وقت نے نہایت نازک صورت حال کا بروقت اندازہ لگایا اور برصغیر کے اطراف و اکناف میں مدارس دینیہ کا ایک جال پھیلا دیا۔ یہ مساعی کارگر ثابت ہوئیں۔ اور برصغیر کے طویل عہد غلامی و استبداد کے باوجود علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت کا سلسلہ جاری ہو گیا اور اسلامی

تہذیب و تمدن کا علمی اثاثہ علوم اسلامیہ کی شکل میں محفوظ و مصؤن رہ گیا۔ ان علمی مراکز سے ہزاروں علماء اور رجال کار نکلے۔ جنہوں نے برصغیر میں اشاعت کتاب و سنت کے ساتھ ساتھ آزادی وطن۔ جہاد حریت اصلاح معاشرہ اور تنظیم امت کے کاموں میں شاندار قائدانہ کردار ادا کیا۔ اور بالآخران مساعی سے جب ملک آزادی سے ہمکنار ہوا تو دینی اثاثہ ان مدارس کی بدولت محفوظ تھا۔ اور یہ سرزمین دینی لحاظ سے تاشقند و بخارا۔ اسپین اور چینی اور ترکستان جیسے المناک حالات سے دو چار نہ ہوئی۔

پاکستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہمارے یہ دینی مدارس اور دارالعلوم اسی سلسلۃ الذہب کی کڑیاں ہیں جو اس امانت الہٰی کی پرچار اور اسلامی صداقتوں کی اشاعت میں شب و روز مشغول ہیں اور انہی مدارس کے دم سے پاکستانی قوم کی دینی تشخص اور اسلامی حمیت قائم و دائم ہے۔ اور ان مدارس و جامعات کی سب سے جامع اور مؤثر تنظیم یہی آپ ہی کی تنظیم وفاق المدارس العربیہ ہے۔ جسے اس کے دوراندیش اصحاب بصیرت نے علم اور دین کی نشاۃ ثانیہ اور تعلیم و تربیت کے انقلابی مقاصد کو پیش نظر رکھ کر قائم کیا۔ اس کے محرکات میں مدارس عربیہ کے احیاء و بقا اور ترقی کا ملاً ارتباط و تنظیم کے ساتھ ساتھ ملک و ملت کی رہنمائی کے لئے ہر شعبہ حیات میں اعلیٰ ترین رجال کار اور جید علماء راسخین کی تیاری بھی تھا۔ جدید عصری تقاضوں کے مطابق تعلیمات اسلامیہ کی ترویج و اشاعت بھی مدنظر رہی۔ مروّجہ نصاب تعلیم (درس نظامی) کو زیادہ سے زیادہ جامع اور مؤثر بنانا بھی ملحوظ تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ان مدارس کو جو کارخانہ حیات انسانی کے رشد و ہدایت کے حقیقی سرچشمے ہیں۔ ان تمام تعلیمی۔ انتظامی۔ اخلاقی اور معاشرتی نقائص سے اجتماعی طور پر دور رکھنا بھی اہم ترین مطمح نظر تھا۔ ان تمام اہم مقاصد و عزائم پر ابتدائے قیام سے وفاق کے اکابر اور اجتماعات کے فیصلے، قراردادیں، ہدایات تحریری شکل میں مطبوعہ رپورٹوں کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ان تمام چیزوں کو نئے جوش و خروش اور پختہ ایمان و یقین کے ساتھ لے کر منزل مقصود کی طرف گامزن ہونا چاہئے اور اس اجتماع کا اصل مقصد اور حقیقی افادیت یہی ہے۔ کہ ہم وفاق کے اصل محرکات و مقاصد کی طرف متوجہ ہوں اور دولت اخلاص اور جوش عمل کا نیا ولولہ لے کر یہاں سے اٹھیں۔

اس مبارک موقعہ کو مناسب سمجھتے ہوئے ناچیز بھی چند معروضات پیش کرتا ہے۔ کہ سب حضرات اہل علم و فضل ہیں۔ اور یہ جرأت ایک لحاظ سے گستاخانہ بھی ہے کہ حکمت بلقمان آموختن والی بات ہے۔ محض برائے تذکرہ و تذکیر مودبانہ گذارشات ہیں جن سے دینی مدارس کے نظام و نصاب اور تعلیم و تربیت میں بہتری پیدا ہوسکے گی۔

دینی مدارس اور ان کے موجودہ وفاق کے دو بنیادی مقاصد ہیں۔ تعلیم دین اور دینی تربیت۔ ان دونوں

مقاصد کے حصول کے لئے مدرسوں میں اندرونی نظم ونسق کو بہتر بنانے کی بھی ضرورت ہے۔ اور مدارس کے درمیان باہمی تنظیم کی بھی۔ اس طرح مدارس اور وفاق المدارس کے تین اہم شعبے ہو جاتے ہیں۔

۱۔ تعلیم ——— ۲ ——— تربیت ——— ۳ ——— نظم ونسق اور باہمی تنظیم۔

میں حضرات علمائے کرام، اراکین مجلس شوریٰ اور ذمہ داران مدارس دینیہ کے اس مبارک اور موقر اجتماع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان تینوں شعبوں کے متعلق چند ضروری گذارشات کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ہماری شامت اعمال سے اس وقت یہ تینوں شعبے انحطاط کا شکار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے مدارس سے ہمارے اسلاف کے نمونے پیدا نہیں ہو رہے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ اور عامۃ المسلمین کا اعتماد ان مدارس سے اور یہاں سے فارغ ہونے والے علمائے کرام سے روز بروز کم ہوتا جا رہا ہے۔ مدارس کی طرف طلبہ کا رجوع بھی کم ہے کیونکہ جو لوگ سرکاری نظام تعلیم کے مصارف برداشت کر سکتے ہیں وہ اپنی اولاد کو ان مدارس میں بھیجنے سے اس لئے بھی گریز کرنے لگے ہیں کہ ان کو یہاں کے تعلیم وتربیت پر اعتماد نہیں۔ حتیٰ کہ اب تو بہت سے علماء کرام اور دینی مدارس کے مدرسین بھی اپنی اولاد کو دینی مدارس میں بھیجنے سے گریز کرنے لگے ہیں۔

اگر خدانخواستہ ہمارے مدارس میں تعلیم وتربیت کا انحطاط اسی طرح کچھ عرصہ اور جاری رہا تو ان مدارس کا بقا ہی خطرے میں پڑ جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان مدارس دینیہ کو جو بیرونی خطرات لاحق ہیں۔ ان کے مقابلے میں یہ اندرونی خطرہ سب سے زیادہ شدید ہے۔ اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ اندرونی خطرہ خود ہمارا پیدا کردہ ہے۔ اور اس کے علاج کی ذمہ داری بھی ہم پر ہی عائد ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمیں تینوں شعبوں کی اصلاح کے لئے اپنی بھرپور توجہ مرکوز کر دینی چاہئے۔ جس کے لئے چند تجاویز پیش خدمت ہیں:-

۱۔ تعلیم۔ ا۔ طلبہ کو بالکل ابتدائی تعلیم کے زمانہ ہی سے نوشت وخواند اور حساب کتاب سکھانے کا خاص اہتمام کیا جائے۔ بلکہ ہو سکے تو قرآن کریم ناظرہ کے دوران ہی اس کا آغاز کسی حد تک کر دیا جائے۔ حفظ کے طلبہ کا وقت لینا تو ممکن نہ ہوگا۔ لیکن ناظرہ کے طلبہ کا کچھ وقت اس کام کے لئے مخصوص کیا جا سکتا ہے اور درس نظامی کے درجۂ اعدادیہ واولیٰ سے طلبہ کو باقاعدہ تحریر وکتابت کا عادی بنایا جائے۔ اور عربی واردو میں انشاء کی مشق کرائی جائے۔

ب۔ اسباق کی تیاری کے لئے اساتذہ کرام اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے گہرے اور وسیع مطالعے کا اہتمام فرمائیں۔ اور تحقیق مسائل میں وہ معیار واپس لانے کی کوشش فرمائیں جو ہمارے اسلاف کا شعار رہا ہے۔ اور ایسے تمام مشاغل کو زہر سمجھیں جو اس کام میں ادنیٰ خلل کا باعث ہو سکتے ہیں۔

ج۔ طلبہ کا مطالعہ اور تکرار کا پابند بنایا جائے۔ اور اس کی بطور خاص نگرانی کی جائے۔ اور دوسرے

مشاغل مثلاً اخبار بینی۔ جلسے جلوسوں لایعنی مجالس اور بازاروں میں گھومنے سے پورے اہتمام کے ساتھ ان کو روک کر ان کی تمام تر توجہ اپنی تعلیم و تربیت پر مرکوز کر دی جائے۔

د۔ درس حتی الامکان اردو میں ہونا چاہئے: تاکہ بعض طلبہ اردو نہ جاننے کے باعث دوسرے مدارس کے طلبہ سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ اور عالم دین بن کر قومی زبان کے ذریعہ دین کی مفید وسیع اور مؤثر خدمات انجام دے سکیں۔ اور سوشلزم۔ قادیانیت۔ انکار حدیث اور بدعت والحاد جیسے فتنوں کا مقابلہ کر سکیں۔ جو زبان کے راستے سے داخل ہو رہے ہیں۔

ھ۔ مدارس کے ماحول میں زیادہ سے زیادہ عربی زبان کو رائج کرنے کی کوشش کی جائے۔ جمعرات کو طلبہ تقریر و خطابت کی مشق کرتے ہیں۔ اس مشق میں عربی تقریروں۔ عربی نظموں اور مشاعروں کا بھی اہتمام کیا جائے ادب عربی کے اسباق میں انشاء عربی کی مشق پر خصوصی توجہ دی جائے۔ اور امتحانی نمبروں میں بھی ان کو ملحوظ رکھا جائے۔ مدارس میں تمام تختیاں اور بورڈ اردو کے ساتھ عربی زبان میں بھی ہونے چاہئیں۔ اور درس نظامی کے تمام درجات داخلہ کے فارم عربی زبان میں طبع کرائے جائیں اور مدارس کے اندر بول چال عربی زبان میں رائج کرنے کی کوشش کی جائے۔

ان تدابیر پر بتدریج عمل کرنا مشکل نہیں۔ تھوڑے سے اہتمام اور کوشش سے یہ کام ہو سکتا ہے۔ ہمارے بزرگان دیوبند نے اردو کے علاوہ عربی زبان میں بھی ایسی نادرۂ روزگار تصانیف چھوڑی ہیں جن کو بلاشبہ گذشتہ صدی کا عظیم ترین علمی سرمایہ کہا جا سکتا ہے۔ آج عرب کے علماء کرام ہمارے بزرگوں کے ان محققانہ و ادیبانہ کارناموں پر رشک کر رہے ہیں۔

و۔ بعض مدارس تعلیمی سال کے آغاز پر اسباق بہت تاخیر سے شروع کرتے ہیں اور بعض مدارس میں اختتام سال شعبان کی بجائے رجب ہی میں ہو جاتا ہے۔ بلکہ بعض مدارس میں تو نوبت جمادی الثانی تک آگئی ہے۔ ظاہر ہے کہ مدت تعلیم کم ہو جانے سے تعلیم کا سخت نقصان ہوتا ہے اور استعداد یں بہت ناقص رہ جاتی ہیں مدارس اہتمام فرمائیں۔ کہ اسباق ۱۵ شوال تک شروع ہو جائیں۔ اور رجب کے اواخر تک جاری رہیں۔

ز۔ مدارس، اساتذہ اور طلبہ کو عملی سیاست سے دور رکھا جائے۔ اور ان کی پوری توجہ تعلیم و تربیت پر مرکوز رکھنے کے لئے تمام ممکنہ وسائل و تدابیر اختیار کی جائیں۔

۲۔ تربیت۔ ا۔ تعلیم جتنی ضروری ہے اتنی ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ اہم اور ضروری چیز اخلاقی تربیت ہے۔ قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد بعثت میں تزکیہ کا ذکر تعلیم سے بھی مقدم کیا ہے وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔ احقر کے نزدیک تربیت اخلاق کے لئے مندرجہ ذیل تین تدابیر

فوری طور پر اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

ا۔ اساتذۂ کرام اپنے درس میں اور درس کے باہر بھی طلبہ کی اخلاقی تربیت کا فریضہ اپنے دیگر فرائض منصبی کی طرح انجام دیں اور اپنے قول و عمل سے ان کے سامنے اسلاف کا نمونہ پیش فرمائیں۔

ب۔ ہفتہ وار اور دیگر چھوٹی بڑی تعطیلات میں طلبہ کو ترغیب دی جائے کہ وہ کسی متبع سنت شیخ طریقت کی خدمت و صحبت میں کچھ وقت گذارا کریں۔

ج۔ اور جن کو اس کے مواقع میسر نہ ہوں۔ وہ اپنی تعطیلات کا کچھ وقت اور کچھ ایام تبلیغی جماعت میں لگائیں۔

۲۔ ایک چیز جو سب سے زیادہ اہم ہے یہ ہے کہ آج ہمارے ان مدارس کو طرح طرح کے فتنوں اور بے شمار الجھنوں کا سامنا ہے جن کے لئے ممکنہ تدابیر اختیار کرنی چاہیئں لیکن یہ کبھی نہ بھولنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت کے حصول کا سب سے مؤثر ذریعہ تقویٰ اور اخلاص ہے۔ وَمن یتق اللّٰہ یجعل له مخرجًا، ویرزقه من حیث لا یحتسب اس آیت مبارکہ میں ہمارے مدارس کے بھی تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ لہٰذا اس وعدۂ خداوندی کے حصول کے لئے تمام مدارس کے منتظمین اور اساتذہ کرام کا فرض ہے۔ کہ وہ تقویٰ، اخلاص زہد توکل اور استغنا کو سب سے پہلے اپنا شعار بنائیں۔ اگر ہم نے یہ اوصاف اپنے اندر پیدا کر لیئے تو طلبہ ان اوصاف میں خود بخود ڈھل جائیں گے۔ ورنہ یہ اوصاف محض تقریروں اور مواعظ سے پیدا نہیں ہو سکتے۔

آج ہمارے مدارس میں جہاں اور بہت سے مفاسد پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک مفسدہ یہ بھی نظر آنے لگا ہے کہ خلاف شرع امور مثلاً تصاویر، مخرب اخلاق لٹریچر، ناجائز لہو لعب اور وضع قطع سے اتنی احتیاط نہیں کی جاتی جتنی کہ شرعاً واجب ہے۔ اتباع سنت مسلک دیوبند کی سب سے بڑی اور بنیادی خصوصیت ہے۔ آج ہمارے مدارس میں اس کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔ بے شمار سنتیں آج ہمارے ہی مدارس میں مردہ ہو چکی ہیں، اگر ہمیں مسلک دیوبند کو زندہ رکھنا ہے تو سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کو اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں زندہ کرنا ہو گا۔

اگر دینی مدرسوں میں بھی یہ کام نہ ہو سکا تو باہر کے معاشرے اور عامۃ المسلمین میں محض زور خطابت اور مناظروں کے بل بوتے پر کوئی سنت زندہ نہیں کی جا سکے گی۔ اگر ہم نے اتباع سنت میں اپنی اور طلبہ کی زندگیوں کو نہ ڈھالا تو تاریخ ہمارا یہ جرم کبھی معاف نہیں کرے گی۔ اور مستقبل کا مورخ جب مسلک دیوبند کو نقصان پہنچانے والوں کا شمار کرے گا تو ہمارا نام بھی ان میں شامل کرنے پر مجبور ہو گا۔ ولا فعلها اللّٰہ۔

آج مسلک دیوبند پر جتنی شدید یلغار بیرونی حملوں کی ہے۔ اندرونی فتنوں کی یلغار اس سے کم نہیں اندرونی فتنہ سب سے بڑا یہی ہے کہ ہمارے مدارس میں اتباع سنت میں بہت ڈھیل اور سستی پیدا ہو گئی ہے

ہم اپنے اسلاف کی جفاکشی، سادگی، تواضع، خشیت، اخلاص، زہد و توکل اور استغنا کو بھولتے جا رہے ہیں۔ حبِ جاہ اور حبِ مال کے فتنے ہماری کارکردگی پر ضربِ کاری لگا رہے ہیں۔ یہ ہمارا اندرونی فتنہ ہے اور سب جانتے ہیں کہ اندرونی فتنہ بیرونی حملوں سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ بلکہ درحقیقت بیرونی حملوں کو بھی اندرونی فتنوں ہی سے شہ ملتی ہے۔ اس لئے اس خطرناک اندرونی فتنہ کا سدِباب ہماری سب سے پہلی اور سب سے اہم ضرورت ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

۳۔ نظم و نسق اور باہمی تنظیم۔ ۱۔ مدرسوں کا نظم و نسق مثالی ہونا چاہئے۔ ہر کام میں شائستگی سلیقہ اور صفائی ستھرائی اگر ہوگی تو دینی تعلیم میں کشش پیدا ہوگی۔ اور ابنائے زمانہ کا رجوع ان مدارس کی طرف زیادہ ہوگا۔

۲۔ ہر مدرسہ میں ہر شعبہ عمل کے لئے قواعد و ضوابط مرتب اور ان پر عمل کرنا اس زمانے میں بہت اہم ہوگیا ہے۔ ہر مدرسہ اپنے حالات کے مطابق ضابطے خود مقرر کرے۔ پھر جو ضابطے مقرر ہو جائیں ان کی تعمیل ہر خورد و کلاں سے کرائی جائے۔ اور کسی سفارش یا منت سماجت کا ہرگز لحاظ نہ کیا جائے۔ ورنہ بے شمار فتنے پیدا ہوتے رہیں گے۔

۳۔ وفاق المدارس کو مفید مؤثر اور فعّال بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اغراض و مقاصد (جو طبع شدہ ہیں) ان کی تکمیل کے لئے بھرپور کوشش کی جائے۔ وفاق بحیثیت وفاق کی جملہ کارروائیاں انہیں اغراض و مقاصد کی حدود میں رہنی چاہئیں۔ ان حدود سے باہر کے کام اگرچہ فی نفسہ کتنے ہی مفید ہوں۔ اگر ان میں وفاق کی توانائیاں اور وسائل خرچ کئے گئے تو ہماری توانائیاں بکھر کر رہ جائیں گی۔ اور کوئی کام بھی پائیدار نہیں ہو سکے گا۔

۴۔ وفاق المدارس کے دستور اور قواعد و ضوابط کی پابندی ملحقہ مدارس بھی پورے اہتمام سے فرمائیں۔ اور وفاق کے ارکانِ عاملہ، عہدیداران اور جملہ کارکنان بھی، اور ان ضوابط کی خلاف ورزی سے پورا اجتناب کیا جائے ورنہ وفاق کبھی مؤثر فعّال اور قابلِ اعتماد حیثیت حاصل نہ کر سکے گا۔

ان چند گذارشات کے ساتھ میں اپنی معروضات ختم کر کے ایک بار پھر صمیم قلب کے ساتھ اپنے تمام عالی قدر اور عظیم المرتبت مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور قدوم مبارکہ کو اپنے لئے اور پورے دارالعلوم اور اس کے خدّام و متعلقین کے لئے دینی اور اخروی سرخروئی اور سعادتوں کا باعث سمجھتا ہوں۔ والحمد للہ اوّلاً و آخراً۔

پیش کنندہ:۔ احقر سمیع الحق
خادم العلم بدارالعلوم الحقانیہ
یکم جمادی الثانیہ ۱۴۰۲ھ

عبدالحق عفی عنہ
(شیخ الحدیث و مہتمم دارالعلوم حقانیہ۔ اکوڑہ خٹک۔)